مکالمہ نویسی

مکالمہ نویسی: مکالمہ, باہمی کلام ابا جیت کو کہتے ہیں ۔ مکالمے میں ہم ایک دوسرے تک اپنے خیالات اور جذبات پہنچاتے۔ مکالمہ ہمیشہ کسی ایک متعین موضوع پر ہوتا ہے۔ مکالمہ اپنی اصل ماہیت کے اعتبار سے زبانی ہوتا ہے، تاہم اسے تحریری شکل بھی دی جاسکتی ہے۔ مکالمے میں باہم کلام کرنے والے اس خاص جوہر کردار، نقطہ نظر، شخصیت کی گہرائی، زبان پر قدرت مسائل، کو سمجھنے کی اہلیت کا پتہ چلتا ہے۔

مکالمہ فطری بات چیت ہے۔ مگر چونکہ یہ لکھا جاتا ہے اور فرضی کرداروں کے درمیان گفتگو کو مکالمے کا, شکل دی جاتی ہے اس لیے مکالمہ ایک حد تک مصنوعی بھی ہو جاتا ہے۔ تاہم اچھا مکالمہ وہ ہے جس میں کردار اپنی ذہنی سطح اپنے طبقاتی احساس اپنے علم و مرتبے کے مطابق لفتگو کرتے دکھائی جائیں۔ یہ نہ ہو کہ ایک طالب علم پروفیسر کی طرح اور ایک عورت مرد کی طرح گفتگو کرتی دکھائی جائے مکالمے میں گفتگو کا انداز ایسا ہونا چاہیے کہ بات سے بات خود بخود نکلتی جاتا ہم باتوں کو دہرانے سے گریز کرنا چاہیے کی زبان روزمرہ اور محاورے کے مطابق ہو اور مکالمے کے کردار کی شخصیت کے مطابق زبان کا انتخاب کرنا چاہیے۔ یہ ناول اور افسانے میں بھی لکھے جاتے ہیں ۔ مکالمہ نویسی کے لیے اچھے ڈراموں کا خاص طور پر مطالعہ کرنا چاہیے۔

٭ دوستوں کے درمیان" ایمان۔ اتحاد اور تنظیم "کی ضرورت کی موضوع پر مکالمہ تحریر کیجیے۔

ایمان۔ اتحاد اور تنظیم

احتشام ۔السلام علیکم !

اسامہ: وعلیکم لسلام !

احتشام۔سناؤ یار کیا حال ہے آج کل تو چھٹیاں ہیں اور یہ وقت ہے کام کرنے کا خود کو آئندہ کے امتحانات کے لیے تیار کرنے کا ۔

اسامہ ۔آج کل میں ہر وقت ایک ہی بات سوچتا ہوں کہ ہماری قوم کو کس ہے کی اشد ضرورت ہے ہم کیوں کھڑے ہوئے ہیں ۔

احتشام :یہ بھی کوئی سوچنے والی بات ہے ہمارے عظیم قائد نے تو آج سے ساٹھ سال پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر کامیابی چاہیے تو ایمان اتحاد اور تنظیم جیسے اصولوں کو رہنما بنائیں۔

اسامہ : میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ اگر ہم ایک پرچم کے نیچے جمع ہو جائیں تو کیا اچھا ہو

احتشام ۔ایک پرچم کے نیچے جمع ہونے کا مطلب ہے کہ ہم یارجان ہوجائیں۔

اسامہ: اگر ہم یکجان ہو جائے تو ہمارے دشمن کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

احتشام: ہاں یہ بات درست ہے اگر ہم ایک ہو جائیں تو انتشار اور بدامنی ختم ہوجائے اور ہمارا ملک جنت کا گہوارہ بن جائے گا۔

اسامہ :آمین ! خدا کرے کہ ہم اس اصول پر عمل کریں۔

دوستوں کے درمیان" امتحان میں نقل کا رجحان" پر ایک مکالمہ تحریر کیجیے۔

امتحان میں نقل کا رجحان

طارق- اسلام علیکم ! سجاد کیا حال ہے۔ مزاج گرمی۔

سجاد- وعلیکم سلام ! اللہ کا کرم ہے آپ سنائیں آج کل کیسے گزر رہی ہے ۔

طارق- بس آج کل امتحان کی تیاری میں مصروف ہوں۔ نہ جانے امتحان میں جانے سے کیا صورت جائے گی ۔

سجاد-ملاح امتحان اور نظام امتحان سے مطمئن ہے ۔

طارق -آپ نظام امتحان کی بات کر رہے ہیں میں تو سیاسی نظام تعلیم سے ہی مطمئن نہیں ہوں۔

سجاد: کیسا نظام امتحان ہیں۔ کچھ شریف اور محنتی طلبہ اپنی ایمانداری میں ہی رہتے ہیں جبکہ نقل اور بوٹی مافیا اپنا کام دکھا کر بغیر پڑھے ہی اچھے نمبروں سے پاس ہو جاتے ہیں۔

طارق- آپ کی بات نہ صرف درست ہے بلکہ حکام بالا کے لیے لمحہ فکریہ بھی ہے۔

سجاد: نقل بوٹی مافیہ، رشوت اور نقل کی بدولت امتحان بھی پاس کر لیتے ہیں بلکہ نوکری حاصل کرنے کے سلسلے میں بھی اپنا ہی کام دکھا جاتے ہیں۔

طارق:یہ حقیقت ہے شریف طلبہ امتحان پاس کرنے کے بعد نوکری کے لیے بھی لمبے عرصے تک مارے مارے پھرتے رہتے ہیں۔

سجاد: امتحانی سسٹم نقل کا رجحان اور باقی اداروں میں سفارش اور رشوت کی لعنت نے پورے نظام کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔

طارق: امتحانی سسٹم میں نقل کے رجحان نے نہ صرف ہماری امتحانی نظام کو کمزور ہوتا کر رکھا ہے بلکہ عالمی سطح پر بھی ہماری تعلیمی نظام کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

سجاد- میرے خیال میں اس کے پیچھے کم علم جہالت اور راتوں رات امیر بننے کے خواب کا پورا پورا ہاتھ ہے۔

طارق - سجاد آپ کی بات بہت حد تک درست ہے ہم نے دوسروں کو دیکھ کر اپنی سادہ زندگی کو بدلنے کی فضول کوششیں شروع کر دی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم غیرت بڑی ڈگری حاصل کرنے اور بغیر محنت لی یہ ہر ناجائز طریقہ اختیار کر کے امیر بننے کے لیے کوشاں ہیں۔

طارق -ہم نے حقیقت میں نقل کے رجحان کو کامیابی جان لیا ہے آپ نے اسلامی تعلیمات سے دوری اختیار کرلی ہے۔

سجاد-معاشرے سے جب انصاف اور جائے تو بے چینی اور بے راہروی اس کی جگہ لے لیتی ہے۔

طارق: ہمیں مل کر، یک سوچ ہو کر اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے۔

سجاد: حقیقت میں جب تک ہمارا تعلیمی نظام درست نہیں ہوگا تب تک ہم کسی میدان میں بھی ترقی نہیں کر سکیں گے۔

طارق- آپ کی بات بلکل درست ہے آج سے ہم اس بات پر عہد کرتے ہیں کہ معاشرے کو اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کر کے ہی دم لیں گے۔

سجاد- انشاءاللہ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین

دوستوں کے درمیان "مہنگائی "کے موضوع پر مکالمہ ایک مکالمہ تحریر کریں۔

مہنگائی

بلال- اسلام علیکم ! امیر حمزہ

امیر حمزہ -وعلیکم سلام ! کیا حال ہے بڑے پریشان دکھائی دے رہے ہو۔

بلال -کچھ چیزیں خریدنا تھی اس سلسلے میں بازار گیا تھا ہر چیز کا بھاؤ سن کر پریشان ہوگیا ہوں ۔

امیر حمزہ -کیوں بھائی ایسے کونسے بھاؤ سونائے ہوں جن کی وجہ سے پریشان ہوں ۔

بلال -ہرچیز کا ریٹ سن کر یہی محسوس ہوا کہ جیسے ہر چیز ہماری پہنچ سے دور ہے ایسی کئی چیزیں خریدنا تو دور ضرورت کی چیزیں خریدنا بھی انتہائی محال ہوگیا۔

امیر حمزہ - بلال بات تو آپ کدھر سے مہنگائی تو واقعی بہت ہے مگر اس کا متدراک کیسے ممکن ہے۔

بلال-کی سیرت نگاری کو کم کیا جا سکتا ہے مگر اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے ایک باشعور معاشرے کی تشکیل بہت ضروری ہے۔

امیر حمزہ -بلال میں آپ کی بات سمجھا نہیں۔

بلال: میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک بڑے لوگ چھوٹو کا خیال نہیں کریں گے اور امیر غریب کا خیال نہیں کریں گے تب تک مہنگائی کے مزاج میں تبدیلی نہیں آئیے گی۔

امیر حمزہ -غالبا آپ کا اشارہ ذخیرہ اندوزوں اور زیادہ خریداری کرنے والے لوگوں پر ہے۔

بلال: بالکل بڑے تاجر ذخیراندوزی نہ کریں اور دوسری طرف امیر لوگ ہرچیز اپنی ضرورت کے مطابق خریدی تو دکانداروں کا مزاج ہمیشہ درست رہے گا ۔

امیر حمزہ: بلال ان ساری باتوں کے ساتھ ہمارے دکاندار بھائیوں کو بھی منافق جائز حد تک لینا چاہیے۔

بلال -اگر دکاندار اور تاجر حضرات راتوں رات امیر بننے کے چکر میں نہ پڑیں تو مہنگائی والا معاملہ کافی حد تک عام آدمی کی پہنچ میں آسکتا ہے۔

امیر حمزہ -یہ کام تھوڑا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔

بلال : ہنگائی کو زیادہ کرنے میں خود ہماری اپنی کوتاہیوں کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔

امیر حمزہ: وہ کون سی کوتاہیاں ہیں۔

بلال۔ ہم نے سادہ زندگی کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ اور پر تکلف دعوتوں کا اہتمام شروع کر دیا ہے۔ یہ سب مصنوعی زندگی کے چونچلے ہیں جو مہنگائی کا سبب بنتے ہیں۔

امیر حمزہ: یہاں میرے ذہن میں کچھ چیزیں کٹ کر رہی ہیں۔ یہ وہ ہیں کہ کبھی ہم نسبت جیسی فضولیات پر لاکھوں کا نقصان کرتے ہیں۔ کہ ہماری بد قسمتی ہے کہ چائے ہمارا اہم ترین مشروب ہے۔ تمباکو نوشی ہمارا سب سے بڑا فیصلہ۔ میک اپ کے سامان کی درآمد پر کروڑوں خرچ کرنا ہمارا معمول بن گیا ہے۔ حکومت اس پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتی۔ مہنگای کی یہ بنیادی وجود خود ہماری اپنی پیدا کردہ ہے۔

بلال۔ بڑھتی ہوئی آبادی کا دباؤ بھی مہنگائی میں اضافہ کر رہا ہے۔

امیر حمزہ: مارے ہاں منصوبہ بندی کا فقدان ہے۔ آبادی میں اضافے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے وسائل سے بھی زیادہ کرنا چاہیے۔

بلال جہالت اور مہنگائی لازم ملزوم ہیں۔

امیر حمزہ۔ جب تک ہم شرح خواندگی میں بہتری افرادی قوت سے فائدہ اٹھانا موجودہ مسائل سے مکمل استفادہ حاصل حاصل نہیں کرلیتے مہنگائی پر قابو نہیں پا سکتے۔

بلال۔ اس کے لیے معاشرے کے ہر فرد کو اپنے اپنے حصے کی کوشش کرنا ہوگی۔

امیر حمزہ۔ اس ضمن میں ہماری حکومت کو بھی کچھ سخت اقدامات کرنا ہونگے۔

بلال۔ اس سلسلے میں معاشرے کے ہر فرد کے اندر مہنگائی کم کرنے کے سلسلے میں آگاہی پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

میرا مذہب سناؤ آجکل پڑھائی کیسی ہو رہی ہے۔

بلال۔ الحمد اللہ! ٹھیک ہو رہی ہے اچھا اجازت دیں، اپنے گھر چلتا ہوں۔

- دو طالب علموں کے درمیان "کھیلوں کے سالانہ مقابلوں میں اپنے اسکول کی کارکردگی" کے موضوع پر ایک مکالمہ لکھیے۔

کھیلوں کے سالانہ مقابلوں میں اپنے اسکول کی کارکردگی

اسلم۔ اسلام علیکم !

احمد۔ وعلیکم السلام ! کہاں سے آرہے ہو یہ ٹریک سوٹ اور یہ شیلڈ، کپ وغیرہ

اسلم۔ معرکہ ہی سمجھو اس دفعہ کھیلوں کے سالانہ مقابلے ہمارے سکول میں منعقد ہوئے

احمد۔ پھر کیسی کارکردگی رہی سکول کی اور تمہاری

اسلم۔ یار سکول کی کہو ہمارے اساتذہ کی کہو جنہوں نے تیاری میں مدد کی

احمد۔ ہاں یہ بات تو صحیح ہے ہر کام میں راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے

اسلم۔ اس دفعہ ہاکی، والی بال، باسکٹ بال اور کرکٹ کے مقابلے ہوئے

احمد۔ تم کون سا کھیل کھیلتے ہو

اسلم۔ میں ہاکی ٹیم کا کپتان ہوں اور ہاکی میں ہم نے پہلی پوزیشن حاصل کی ہے

احمد۔ کرکٹ، والی بال اور باسکٹ بال کا بھی تذکرہ کرو

اسلم۔ کرکٹ میں بھی اول پوزیشن ہے جبکہ باسکٹ بال اور والی بال میں بالترتیب دوسری اور تیسری پوزیشن ہے

احمد۔ شاندار کارکردگی رہی

اسلم۔ شاندار نہیں بہت شاندار ہر کھیل میں بڑا کانٹے دار مقابلہ ہوا تب بھی ہم نے میدان مار لیا

احمد۔ کامیابی پر مبارکباد قبول کیجئے

اسلم۔ شکریہ۔

دکاندار اور خریدار کے درمیان خریداری کے متعلق مکالمہ لکھے

خریداری

خریدار۔ السلام علیکم !

دوکاندار- وعلیکم سلام ! بھائی تصویر لائی ۔

خریدار- آپ کی دکان میں رومال بھی ہونگے۔

دکاندار: رومال ہی نہیں جرابیں، بنیاں، چھتریاں سبھی کچھ ہے ۔

دکاندار: یہ دیکھیں رومال۔ نہایت نفیس اور نرم ۔

خریدار: اپنے جرابوں کا ذکر کیا تھا ۔ وہ بھی دکھائے۔

دوکاندار: رومال کے متعلق کیا فیصلہ ہے۔ کتنے پیش کروں ۔

خریدار- جرابیں دکھائے تو رومال کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔

دوکاندار- یہ دیکھئے جرابیں۔ رسمیں ہیں ریس میں ہیں بتائے کتنے جوڑے پیش کروں۔

خریدار: ہ قیمت نہیں بتاتے کیا آپ اپنی چیزیں بن داموں بیچتے ہیں۔

دکاندار- ہاں صاحب ! بالکل مفت۔ برائے نام ہے۔ رومال دس روپے کا ہے اور جرابوں کا جوڑا بیس روپے کا

۔

خریدار: ہیں ان دکاندار کی قیمت تو بہت زیادہ ہے ویسے رومال بھی نفیس ہے اور جرابیں بھی ۔

دکاندار: چندپیسوں سے نفع بیچتے ہیں کسی اور دکان سے دریافت کرلیں پھر آپ کی تسلی ہو جائے گی ۔

خریدار: رومان اور جرابوں کی صحیح قیمت بتائیں ہمیں کچھ اور چیزیں بھی خریدوں گا ۔

دوکاندار- صاحب ! ہمارے دکان کا حساب اب جیسا سمجھے ایک زبان ایک دام۔

خریدار- اگر آپ سچ مچ درست کہتے ہیں تو مجھے آپ کی سچائی پر فخر ہے۔ اب میں سچی دکان چھوڑ کر جھوٹی دکانوں پر نہیں جاؤں گا۔

دوکاندار- پھر حکم کیجیے آپ کی قدردانی کا شکریہ !

خریدار: پانچ رومال پانچ جوڑے جرات اور ایک چھتری بھی باندھ دیجیے مگر اچھی سی ہو۔

دکاندار: یہ لیجئے۔ آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

خریدار- رقم تو اپنے متعینہ رسول کی۔ شکریہ مطمئن ہوگئے۔

خریدار: دو سو روپے اپنی رقم وصول لیجئے اور مکایا دیجئے ۔

دوکاندار- یہ تو لینے کے دینے پڑگئے اچھا آپ کی خوشی کے لیے یہ لیجئے دس روپے۔

❖ دو دوستوں اور درزی کے درمیان کپڑوں کی سلائی پر مکالمہ لکھیں۔

درزی خانے میں

(شاکر اور ناصر دونوں بھائی درزی خانے میں داخل ہوتے ہیں)

شاکر۔ السلام علیکم !

درزی۔ وعلیکم السلام ! کہیے کیسے آنا ہوا؟ کہیں بھول تو نہیں پڑے

شاکر۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے ماسٹر جی !

درزی۔ شکر ہے

ناصر۔ ماسٹر جی ! یہ کپڑا لیجئے میرا سوٹ تیار کر دیجئے شاکر کے لیے دو شلواریں اور ایک قمیض تیار کیجیے

درزی۔ کس حساب سے خریدا ہے یہ کپڑا؟

شاکر۔ ساٹھ روپے فی میٹر

ناصر۔ میری قمیض کے لیے کتنا کپڑا درکار ہوگا

شاکر۔ اڑھائی میٹر یہ کپڑا تین میٹر ہے آدھ میٹر کی واسکٹ بنا دیجئے

درزی۔ جو ارشاد ہو مگر زمانے کے فیشن کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے نا

ناصر۔ اب ہمارے کپڑے کب تک تیار ہو جائیں گے؟

درزی۔ صرف پندرہ دن تک آج پیر ہے اگلا پیر چھوڑ کر آئندہ پیر کو آئیے انشاء اللہ آپ کے کپڑے تیار ہوں گے

شاکر۔ ماسٹر جی ! پیروں کے پھیر میں نہ رکھیے گا ہمارے پاس اتنا وقت نہیں

درزی۔ فکر نہ کریں ہمیں اپنے وقت کی بھی قدر ہے کام آرہا ہے اور ختم ہونے میں نہیں آتا سچی بات بھی کہتے ہیں اور لوگوں کو وعدوں پر بھی کر کھاتے ہیں

ناصر۔ مگر ہمیں نہ ٹرخانا ورنہ ہماری دوستی بھی ٹرخ جائے گی

درزی۔ نہیں یہ صرف باتیں ہی ہیں بھلا نرا وعدوں سے کام چلتا ہے کہیں

شاکر۔ شکریہ ماسٹر صاحب!

درزی۔ دونوں جوانوں کی آمد کا شکریہ

- **استاد اور شاگرد کے درمیان تاریخ پاکستان کے متعلق مکالمہ لکھیں۔**

تاریخ پاکستان

(کلاس میں لڑکے شور مچا رہے ہیں استاد صاحب کے آتے ہی خاموشی چھا جاتی ہے)

استاد۔ جاوید! بتائیے پاکستان کب وجود میں آیا تھا؟

جاوید۔ پاکستان 14 اگست 1947ء کو وجود میں آیا تھا۔

استاد۔ سب سے پہلے برصغیر پاک وہند میں اسلامی سلطنت کی بنیاد کس نے رکھی تھی؟

جاوید۔ محمد بن قاسم نے برصغیر میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی اور بعد میں آنے والے فاتحوں کے لیے سلطان محمود غزنوی اور محمد غوری نے راستہ صاف کیا تھا

استاد۔ شاباش محمد بن قاسم نے کس سنہ میں ہندوستان پر حملہ کیا تھا؟

ناصر۔ 712ھ تھا جبکہ اس نوجوان فاتح نے راجہ داہر کو شکست دے کر سندھ میں اسلامی حکومت قائم کی

استاد۔ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر کتنے حملے کیے اور اسلامی حکومت کو کس قدر وسعت دی؟

باسط۔ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر ستر حملے کیے اور پنجاب و سندھ کو اسلامی حکومت میں شامل کیا

استاد۔ سلطان محمود غزنوی نے دہلی کو فتح کیا اور اسلامی سلطنت کی حدود کو وسعت دی اب بتائیے کہ مستقل اسلامی سلطنت کا بانی کون تھا

شکیل۔ ہندوستان میں مستقل اسلامی حکومت کا بانی سلطان قطب الدین ایبک تھا اس کے بعد خلجی، تغلق، لودھی خاندان حکمران رہے

استاد۔ مغلیہ خاندان کا بانی کون تھا اور اس دور کے مشہور حکمرانوں کے نام بتائیے؟

قاسم۔ مغلیہ خاندان کے بانی کا نام ظہیر الدین بابر تھا اس خاندان کے مشہور بادشاہ ہمایوں، اکبر، جہانگیر،

شاہجہاں اور اورنگزیب ہیں

استاد۔ ہندوستان پر ہزار سالہ اسلامی حکومت کا خاتمہ کس بادشاہ پر ہوا؟

ناظم۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت بہادر شاہ ظفر پر ختم ہوئی انگریز ہندوستان کے حاکم ہو گئے

استاد۔ پاکستان کس طرح قیام پذیر ہوا؟

نعمان۔ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی حالت نہایت ابتر ہو گئی۔ انگریز اور ہندو دونوں مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہے تھے علامہ اقبال نے قوم کو جھنجھوڑا پاکستان کا نظریہ پیش کیا جسے قائد اعظم محمد علی جناح کی شبانہ روز محنت اور جدوجہد نے انگریز اور ہندو کو شکست دے کر قائل کر لیا کہ پاک و ہند کے وہ علاقے جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے پاکستان کے نام سے آزاد و آباد ہیں چنانچہ 14 اگست 1947ء کو پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا اور قائد اعظم پاکستان کے پہلے حاکم مقرر ہوئے۔

❖ **گاہکوں ہوٹل منیجر کے درمیان مکالمہ لکھیں۔**

ہوٹل میں

(مکالمہ) (مسٹر حامد اپنے 12 سالہ بیٹے کے ساتھ ہوٹل میں داخل ہوتے ہیں)

حامد۔ السلام علیکم!

مینجر۔ وعلیکم السلام! خوش آمدید۔ کیا حکم ہے؟

حامد۔ مجھے دو بستر کا کمرہ چاہیے

مینیجر۔ آجکل مہمانوں کی زیادہ آمد ہے تیسری منزل پر صرف ایک کمرہ خالی ہے

حامد۔ منیجر صاحب! کمرہ صاحب ستھرا اور ہوا دار ہونا چاہیے

مینیجر۔ ہمارے ہوٹل کا ہر کرہ نہایت صاف ستھرا ہے آپ اوپر جا کر دیکھ لیں

حامد۔ مجھے آپ کی باتوں پر اعتماد ہے

منیجر۔ آپ کتنے دن تک ٹھہریں گے

حامد۔ صرف دو دن تک ہم مری جا رہے ہیں واپسی پر پھر دو دن ٹھہریں گے

مینیجر۔ 285 نمبر کمرے کی چابی لیجئے امید ہے کہ آپ ہماری خدمت سے خوش ہوں گے

حامد۔ شکریہ !

بیرا۔ کیا تناول فرمائیں گے آپ؟

حامد۔ طاہر بیٹے ! آپ کیا کھائیں گے؟ کھانوں کی فہرست دیکھتا ہے

طاہر۔ وہی پلاؤ اور شامی کباب

حامد۔ بیرے۔ میرے لیے بھنا ہوا مرغ اور بچے کے لیے ایک پلیٹ پلاؤ، ایک پلیٹ شامی کباب، دہی اور سلاد لاؤ

(بیرا سب کچھ حاضر کرتا ہے کھانے سے فارغ ہو کر)

حامد۔ بیرے ! بل لاؤ۔

بیرا۔ یہ لیجیے حضور !

حامد۔ 125 روپے ہوئے سب یہ لو پانچ روپے بخشیش

بیرا۔ شکریہ جناب !

- مریض اور طبیب کے درمیان مکالمہ لکھیں

مریض اور طبیب

مریض۔ السلام علیکم ! حکیم صاحب

طبیب۔ وعلیکم السلام ! تشریف رکھیے

مریض۔ حکیم صاحب تشریف رکھنا ہی تو مشکل ہے

طبیب۔ کیوں بھئی ایسی کیا تکلیف ہو گئی ہے

مریض۔ تکلیف ہی تکلیف ہے رات بھر پریشان رہا ہوں گھڑی بھر سو نہیں سکا

طبیب۔ تکلیف تو بھئی تکلیف ہی ہے صحت ٹھیک نہ ہو تو چین نہیں آتا

مریض۔ کچھ دوا بھی دیجئے مرا جا رہا ہوں

طبیب۔ بیماری بتاؤ تو دوا دوں

مریض۔ حکیم صاحب! پیٹ میں سخت درد ہے بیٹھے چین آتا ہے نہ لیٹے

طبیب۔ یہ درد کب سے ہے؟

مریض۔ آج رات سے

طبیب۔ رات کیا کھایا تھا

مریض۔ روٹی کا ایک ٹکڑا

طبیب۔ کیا آپ نے پہلے کبھی روٹی نہیں کھائی رات کی روٹی میں کیا خاص بات تھی

مریض۔ رات کی روٹی میں خاص بات یہ تھی کہ وہ جلی ہوئی تھی

طبیب۔ ارے تم جلی ہوئی روٹی کھا گئے؟

مریض۔ صرف ایک ٹکڑا کھایا تھا

طبیب۔ اوہو! کیا آپ کی نظر کمزور ہے لیٹ جاؤ تمہاری آنکھوں میں دارو ڈالتا ہوں

مریض۔ نظر ٹھیک ہے پیٹ میں کچھ ڈالیے تاکہ درد سے جان بچے

طبیب۔ وعدہ کرو کہ آئندہ جلی ہوئی روٹی نہیں کھاؤ گے

مریض۔ سو بار وعدہ کرتا ہوں ہائے میرا پیٹ!

(طبیب مسہل کی ایک گولی مریض کو کھلاتا ہے)

مریض۔ حکیم صاحب! شکریہ درد کم ہو رہا ہے میں جاتا ہوں

طبیب۔ ارے میاں! دوا کی قیمت تو دیتے جاؤ

مریض۔ دوا کی قیمت درد سے آرام ہی تو ہے

طبیب۔ دوا کی قیمت دام بھی ہیں جن سے دوائی خریدی جاتی ہیں

مریض۔ (وہ قیمت ادا کرکے) اسلام علیکم! حکیم صاحب

طبیب۔ وعلیکم اسلام۔ روٹی کھانے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ جلی ہوئی تو نہیں

(مریض شکریہ ادا کرتا ہوا چلا جاتا ہے)

- دو ہم جماعتوں کے درمیان ایک دوسرے کی پڑھائی میں مدد کرنے پر مکالمہ لکھیں۔

دو ہم جماعت

ناصر۔ کہاں جا رہے ہو؟ باسط میاں!

باسط۔ اخاہ۔ آپ ہیں السلام علیکم

ناصر۔ یہ کیا کہ سر پیر کا ہوش نہیں اور بازار کو بھاگے جا رہے ہو

باسط۔ بھائی صاحب! سلام کا جواب تو دیا ہوتا

ناصر۔ وعلیکم اسلام سچ مانو تمہیں دیکھ کر سلام کا جواب تک یاد نہ رہا

باسط۔ اور اب بھی بے خودی میں بھاگ رہے ہو

ناصر۔ نہیں تو بے خودی کی کیا بات ہے انگریزی کتاب کا ترجمہ خریدنے جا رہا ہوں انگریزی کمزور ہے نا میری

باسط۔ انگریزی ایسا مضمون نہیں ہے جس کے متعلق پریشان ہونے کی ضرورت ہو

ناصر۔ کیا مطلب؟

باسط۔ مطلب یہ ہے کہ میں مدد کے لیے تیار ہوں

ناصر۔ حساب میں تمھاری مدد میں کر سکتا ہوں

باسط۔ شکریہ! مگر یہ دونوں مضمون تیار کیسے ہوں گے اور ہم ایک دوسرے کی مدد کیوں کر کریں گے

ناصر۔ ہمارے گھر میں آجایا کرو اور حساب کی مشق کر لیا کرو

باسط۔ ٹھیک ہے آئندہ ہم دونوں مل کر اسکول کا کام کیا کریں گے اور ایک دوسرے کی مدد سے اپنی کمی پوری کر

لیا کریں گے۔

- **دو دوستوں کے درمیان سفارش کے موضوع پر مکالمہ تحریر کیجیے**

سفارش

اسلم۔ کیا حال ہے کہاں سے آ رہے ہو

احمد۔ بس کچھ خاص بات نہیں ایک کام سے گیا تھا

اسلم۔ کام ہو گیا ہے

احمد۔ نہیں اسی کا تو رونا ہے

اسلم۔ کیوں کیا کام نہیں ہوا

احمد۔ نہیں یار وہاں تو سفارش چلتی ہے

اسلم۔ ہاں یار شفارش تو کسی کا حق مارنے کے برابر ہے پر یہاں کسی کو کیا خیال

احمد۔ ہاں یار آج میں بہت مایوس ہوا مجھ سے بعد میں آنے والے اپنا کام کروا کر چلے گئے اور میں اپنا سا منہ لے کر واپس آ گیا **اسلم۔** مایوس نہ ہوں کوشش کریں گے انشاء اللہ ہو جائے گا

احمد۔ کیا کوشش کریں وہاں تو سفارش اور بس سفارش اس کے سوا کچھ نہیں

اسلم۔ ہاں یہ سفارش نہیں ہوتی ڈاکا ہوتا ہے حقوق پر ڈاکا، میرٹ پر ڈاکا کسی کا سکون تباہ و برباد کرنے کے لئے ڈاکا

احمد۔ تم نے بات صحیح کی لیکن ان باتوں سے کام تو نہیں ہوتا بہر حال کسی بڑے افسر کو ڈھونڈنا ہو گا

اسلم۔ یار تم بھی سفارش کرانے کے لیے تیار ہو ہر گز نہیں میں تمہارے ساتھ چلوں گا اور تمہارے جائز کام کے لئے ہر ممکن کوشش کروں گا

احمد۔ اچھا بھائی اب تو چلتا ہوں کل صبح تیار رہنا تمہاری قابلیت بھی آزما لیتے ہیں خداحافظ۔

- دو دوستوں کے درمیان "سگریٹ نوشی" کے موضوع پر مکالمہ تحریر کیجیے

سیگریٹ نوشی

ثمر۔ السلام علیکم ! عاطف

عاطف۔ وعلیکم السلام ! آج بڑے دنوں بعد ملاقات ہوئی کہاں رہے

ثمر۔ بھائی کام اتنا زیادہ ہے کہ فرصت ہی نہیں ملتی

عاطف۔ کہو اب تمہاری سگریٹ نوشی کا کیا حال ہے

ثمر۔ میں نے سگریٹ پینا چھوڑ دیا ہے

عاطف۔ کیا کہا سگریٹ پینا چھوڑ دیا ہے تعجب ہے تم دن رات ترک سگریٹ پیتے تھے ایک ختم ہوئی دوسری سلگائی

ثمر۔ ہاں بھئی میں بلا کا سگریٹ نوش تھا پھر اچانک.بیمار ہو گیا ڈاکٹروں نے کہا سگریٹ نوشی چھوڑ دو ورنہ تمہاری.بیماری شدت اختیار کر جائے گی

عاطف۔ سنا ہے سگریٹ میں جو تمبا کو ہوتا ہے وہ انسانی صحت کے لیے مضر ہے

ثمر۔ تمبا کو میں ایک زہر ہوتا ہے جو نکوٹین کہلاتا ہے اس کی تھوڑی سی مقدار ہی انسان کو ہلاک کردینے کے لیے کافی ہے عاطف۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے سگریٹ پینے سے پھیپھڑوں کا سرطان (کینسر) ہوتا ہے

ثمر۔ یہ بڑا موذی مرض ہے جو انسان کی جان لے کر ہی چھوڑتا ہے اور اس کا علاج اب تک دریافت نہیں ہوا خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا سگریٹ نوشی ترک کرنا کوئی مشکل کام نہیں صرف قوت ارادی ضروری ہے ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

عاطف۔ ہاں بھئی اللہ تعالی سب کو اس عادت سے بچائے اس نہ صرف صحت کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ روپیہ بھی برباد ہوتا ہے

ثمر. اچھا خدا حافظ ! پھر ملاقات ہوگی

عاطف۔ خدا حافظ۔

- دو دوستوں کے درمیان "پابندی وقت" کے موضوع پر مکالمہ تحریر کیجیے۔

پابندی وقت

راکب۔ فخر صاحب ! آئیے آئیے میں تو کئی روز سے آپ کو یاد کر رہا تھا

فخر۔ السلام علیکم !

راکب۔ وعلیکم السلام ! تشریف رکھیئے

فخر۔ معلوم ہوتا ہے آپ اس وقت کہیں باہر جانے کی تیاری کر رہے تھے

راکب۔ مجھے ایک دوست کے ہاں جانا ہے مگر ذرا ٹھہر کر چلا جاؤں گا آپ اطمینان سے تشریف رکھیئے

فخر۔ یوں ہی ملنے کے لیے جانا ہے یا دوست نے مدعو کر رکھا ہے

راکب۔ جی انہوں نے چائے پر بلا رکھا ہے

فخر۔ کوئی وقت بھی مقرر ہے

راکب۔ پونے چار تو ہونے کو ہیں

فخر۔ تو کیا ہوا سوا چار تک پہنچ جاؤں گا

فخر۔ معاف کیجیے۔ ایک خاص وقت پر پہنچنے کا وعدہ کرنا اور پھر جان بوجھ کر دیر سے پہنچنا میرے نزدیک بڑی نامناسب بات ہے اسی طرح اگر ہر مہمان یہی سوچ کر کہ دس پندرہ منٹ دیر سے پہنچ جاؤں گا تو میزبان بیچارے کی تقریب تو خاک میں مل جائے گی

راکب۔ لیکن اب آپ بھی اتنی مدت کے بعد تشریف لائے ہیں آپ سے کچھ دیر باتیں کر لوں

فخر۔ نہیں بھئی میرا خیال تو یہ ہے کہ اس وقت آپ کا بیٹھ کر باتیں کرنا کسی طرح مناسب نہیں لیجیے میں چلتا ہوں

راکب۔ کہاں چل دیئے؟ سنئیے تو ذرا

فخر۔ بھئی دیکھیے بات یہ ہے کہ میں وقت مقرر کر کے نہیں آیا جس دوست نے آپ کو بلا رکھا ہے اس نے آپ کے پہنچنے کے لئے ایک خاص وقت دے رکھا ہے اس لیے آپ کے وقت پر اس کا زیادہ حق ہے

راکب۔ لیکن یہ بات بھی بڑی معیوب لگتی ہے کہ آپ مجھ سے ملنے آئیں اور میں آپ کے آتے ہی چل کھڑا ہوں

فخر۔ آپ کو یہ بات صرف اس لئے معیوب لگتی ہے کہ آپ کو میرے برا ماننے کا خیال ہے لیکن آپ یقین کریں کہ آپ کے جانے سے مجھے ہرگز شکایت نہ ہوگی

راکب۔ عام طور پر تو دوستوں کو ایسی صورت میں بڑی شکایت پیدا ہوجاتی ہے

فخر۔ میں ایسی شکایت کو جائز نہیں سمجھتا ہمیں پابندی وقت کا خیال رکھنا چاہیے

راکب۔ بات تو آپ نے حرف بحرف صحیح کی ہے اچھا تو میں چلتا ہوں آپ کل اس وقت تشریف لائیں

فخر۔ انشاءاللہ میں ضرور حاضر ہوں گا خدا حافظ

راکب۔ خداحافظ۔

- دو دوستوں کے درمیان "روزمرہ زندگی میں سائنس کی افادیت" کے موضوع پر مکالمہ تحریر کیجیے۔

روزمرہ زندگی میں سائنس کی افادیت

کمیل۔ السلام علیکم! شوذب بھائی کیا حال ہے؟

شوذب۔ وعلیکم السلام! بالکل ٹھیک! اللہ کا شکر ہے

کمیل۔ شوذب بھئی ایک بات تو بتاؤ کہ پرانے وقتوں کے لوگ بھاری کام کیسے کرتے تھے

شوذب۔ بھئی پرانے وقتوں میں جسمانی محنت واحد ذریعہ تھی جس کو تمام حالات میں استعمال کیا جاتا تھا

کمیل۔ لوگوں نے جسمانی مشقت سے کیسے چھٹکارا پایا؟

شوذب۔ انسان نے مختلف قسم کی مشینیں ایجاد کیں جو انسان کے لئے کام کرتی ہیں ان مشینوں اور جدید سائنسی طریقہ کار کے استعمال سے انسان نے جسمانی مشقت سے نجات حاصل کی

کمیل۔ پرانے وقتوں میں پیغامات کیسے بھیجے جاتے تھے

شوذب۔ پرانے وقتوں میں پیغام جھنڈا لہرا کر یا پہاڑی پر آگ جلا کر یا پھر ڈھول سے آواز پیدا کر کے بھیجے جاتے تھے

کمیل۔ آج کے دور میں پیغامات کیسے بھیجے جاتے ہیں

شوذب۔ آج پیغامات ٹیلی ویژن، وائر لیس، ٹیلی گراف، ریڈیو، انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعے بھیجے جاتے ہیں

کمیل۔ سائنس نے طب کے میدان میں کیا کیا ہے؟

شوذب۔ سائنس نے طب کے میدان میں کئی معجزات کیے ہیں۔

کمیل۔ ابتدائی دور میں کیا ایجادات ہوئیں۔

شوذب۔ گھنٹے، گھڑیاں، گراموفون، ربڑ اور کاغذ ابتدائی دنوں میں کی ایجادات ہیں۔

کمیل۔ زمانہ قریب میں کونسی ایجادات ہوئیں۔

شوذب۔ فلم بنانے کا کیمرہ، ٹیلی گراف، ٹیلیفون، سٹیم انجن، کمپیوٹر، موٹر کار، ٹی وی سیٹ، وی سی آر وغیرہ بہت بعد کی ایجادیں ہیں۔

کمیل۔ کیا دور جدید سائنس کا دور ہے۔

شوذب۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دور جدید سائنس دور ہے اس ایٹمی دور میں ہم خلاء کو فتح کر چکے ہیں اور چاند پر پہنچ چکے ہیں کمیل۔ ہم سائنس کے فوائد سے انتہائی حد تک کیسے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

شوذب۔ مغربی ممالک نے سائنس میں بہت ترقی کی ہے یہی وجہ ہے وہ اس کے فوائد سے بھرپور لطف اندوز ہوتے ہیں۔

کمیل۔ اچھا شوذب بھئی آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے مجھے کار آمد معلومات دی ہیں ۔

شوذب۔ کوئی بات نہیں۔ اللہ حافظ ۔

❖ دو نوجوان کے درمیان "بے روزگاری" کے موضوع پر مکالمہ تحریر کیجیے

بے روزگاری

دفتر روزگار کے باہر خشک گھاس پر دو تعلیم یافتہ نوجوان مایوسی کے عالم میں بیٹھے دفتر کھلنے کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد آپس میں سلسلہ گفتگو شروع کرتے ہیں ایک کا نام عباس ملک اور دوسرے کا نام فخر علی ہے۔

عباس ملک۔ السلام علیلم ! دفتر کھلنے کا وقت ہوگیا ہے مگر ابھی تک۔۔۔۔۔

فخر علی۔ وعلیکم السلام ! معلوم ہوتا ہے آپ بھی تلاش روزگار کے سلسلے تشریف لائے ہیں۔

عباس ملک۔ ہاں جی یہی مسئلہ ہے اور آپ بھی غالباً اسی چکر میں۔۔۔۔۔۔۔

فخر علی۔ جی اسی چکر میں تین سال کا خاک چھان رہا ہوں۔

عباس ملک۔ اور میں بھی دو سال سے ڈگری ہاتھ میں لیے مارا مارا پھر رہا ہوں ۔

فخر علی۔ آپ مایوس نہ ہوں اللہ مالک ہے

عباس ملک۔ اب تو گھر والے بھی طعنہ زنی کرنے لگے ہیں بڑا دکھ ہوتا ہے ان کی باتیں سن کر۔

فخر علی۔ دکھ تو ہوتا ہے مگر وہ بھی کیا کریں کتنی مصیبتیں جھیل کر تو انہوں نے ہمیں پڑھایا تھا انہیں کیا خبر تھی کہ پھل پھول لا کے باغِ تمنا اجڑ جائیگا۔

عباس ملک۔ آپ نے تو میری دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے میرے والد صاحب ایک دیہاتی مزدور ہیں صبح سویرے مزدوری مل گئی تو کسی دن طویل انتظار کی کلفتیں سمیٹ کر گھر لوٹ آتے ہیں ۔

فخر علی۔ میرے حالات بھی آپ سے مختلف نہیں میرے والدیہاں شہر میں ایک بڑے دفتر میں کلرک ہیں ہم چھ بہن بھائی ہیں میں بڑا ہوں مجھے والد صاحب نے بڑی مشکل سے بی اے کرایا انہیں امید تھی کہ شاید میں ان کا سہارا بن سکوں گا مگر ابھی تک ان کی یہ امید پوری نہیں ہو سکی۔

عباس ملک۔ بھئی غریبوں کی کون سنتا ہے میں نے بی کام کر رکھا ہے مگر جہاں بھی جاتا ہوں جواب نفی میں ملتا ہے والد صاحب علاقہ کے ایم پی اے کے پاس لئی دفعہ چکے ہیں مگر وہاں ٹال مٹول کے سوا کچھ نہیں ملتا ۔

فخر علی۔ آپ کے پچاس ہزار روپیہ ہوتا تو ملازم ہو جاتے یہ لوگ قوم کے زبانی خادم بنتے ہیں

اصل میں تو سب اپنی جیبیں بھرتے ہیں۔

عباس ملک۔ اچھا جی ہماری قسمت ! حکومت کی طرف سے کوئی منصوبہ بندی نہیں سارا ملک بد نظمی اور افراتفری کا شکار ہے مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے اور پھر بے روزگاری کی وباء نے تو لاکھوں نوجوانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

فخر علی۔ چودہ پندرہ سال پڑھنے میں صرف کرنے کا کیا نتیجہ نکلا اس سے بہتر تھا کوئی ہنر سیکھ لیتے۔

عباس ملک۔ افسوس یہ تو ہے کہ رہنمائی کسی نے نہیں کی۔

فخر علی۔ ہمارے غریب والدین کو خود رہنمائی نہیں ملی تو وہ ہمیں کیا راستہ دکھاتے۔

عباس ملک۔ اب تو وقت گزر گیا پچھتانے سے کیا حاصل اب تو کسی طرح کوئی چھوٹی موٹی نوکری مل جائے

فخر علی۔ کیا بتائیں اب تو ہمیں کوئی چپراسی رکھ لے۔

عباس ملک۔ افسوس کہ تعلیم یافتہ لوگوں کا یہ حال ہے مدت سے سن رہے تھے کہ گورنمنٹ ملازمین کی ریٹائرمنٹ کی عمر 55 سال کر رہی ہے مگر یہ وعدے وصال لے وعدے ہی رہے۔

فخر علی۔ گورنمنٹ بھی خیر موروِدالزام ہے مگر وہ لوگ اپنی سروس کے آخری سالوں کے مزے لوٹ رہے ہیں وہ انہیں چھوڑنے کو کسی طرح تیار نہیں۔

عباس ملک۔ سچ تو یہ ہے کہ بزرگوں میں قربانی اور ایثار کا جذبہ نہیں ایک اسلامی ریاست میں حقوق کا ذرا بھر خیال نہیں کسی کو۔

فخر علی۔ یہی بدحالی کئی اور خطرناک نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے نوجوانوں میں تشدد کا رجحان، نشے کی لعنت، چوری ڈکیتی، راہزنی اور دوسرے کئی قسم کے گھناؤنے جرائم کا دروازہ یہ بے روزگاری کھولتی ہے۔

عباس ملک۔ اللہ تعالی ہم سب کو محفوظ رکھے ہاں تو دیکھو دفتر روزگار کا دروازہ کھل گیا ہے چلئے چل کر قسمت آزمائی کریں۔

فخر علی۔ ممکن ہے خزاں سے بہار کی شکل نظر آجائے۔ اس کی قدرت کچھ بعید نہیں خوش قسمتی ان دونوں نوجوانوں کو پرائیویٹ اداروں میں کلرکی اور اکاؤنٹنٹ کی نوکری مل جاتی ہے۔

- دو سہیلیوں کے درمیان "جہیز" کے موضوع پر مکالمہ تحریر کیجیے

جہیز

ماہا۔ مریم بہن مزاج کیسے ہیں۔

مریم۔ الحمدللہ بالکل ٹھیک ہوں۔

ماہا۔ معلوم ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد مومل کی شادی ہونے والی ہے۔

مریم۔ یہ بڑی خوشی کی خبر آپ نے سنائی ہے مگر یہ بتاؤ لڑکا کون ہے۔

ماہا۔ لڑکا تو ماشاء اللہ ڈاکٹر ہے لیکن لڑکے والوں نے جہیز کا مطالبہ کردیا ہے۔

مریم۔ ان کے مطالبات کیا ہیں۔

ماہا۔ فہرست تو لمبی ہے مگر سننے میں آیا ہے کہ انہوں نے لڑکے کے لئے کار اور ایک کنال کے پلاٹ کا مطالبہ کردیا ہے۔

مریم۔ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف تو لڑکی والے اپنے جگر کا ٹکڑا دے رہے ہیں اور دوسری طرف کار اور پلاٹ بھی دینا ہوگا ان مطالبات میں ہمارے معاشرے کا ستیاناس کر دیا ہے۔

ماہا۔ چلیے زیادہ نہ سہی برحال جہیز تو ٹھیک ٹھاک چاہیے آخر سسرال میں لڑکی کی عزت کا معاملہ ہوتا ہے۔

مریم۔ یہی ہو نقطہ نظر ہے جس نے ہمارے معاشرے میں والدین کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔

ماہا۔ کیوں نہیں لڑکی ڈھیر سارا سامان لے کر جائے گی تو سسرال والے اس کے لئے آنکھیں بچھائیں گے۔

مریم۔ آپ دیکھتی نہیں کہ چند امیر گھرانے تو جہیز دینے کو برداشت کر لیتے ہیں مگر معاشرے کا بڑا حصہ مفلسی اور تنگ دستی کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کے ہاتھ پیلے کرنے سے محروم رہ جاتا ہے میں کہتی ہوں یہ ایک لعنت ہے جس نے ہماری بہنوں اور بیٹیوں کی زندگیوں کو برباد کر دیا ہے ۔

ماہا۔ مریم بہن آپ نے تو میری آنکھیں کھول دی ہیں حالانکہ اس سے قبل میرا نظریہ کچھ اور تھا میں تو واقعی بے حد گمراہ تھی مریم۔ خدا کا شکر ہے کہ جہیز کے حوالے سے میں نے آپ کا نقطہ نظر تبدیل کر دیا ہے ۔

ماہا۔ مریم بہن آپ کا بہت بہت شکریہ۔